بالوں کو سنوارنے سے متعلق شرعی احکامات

The Ruling of Hairstyling According to the Islamic Law

سبین اکبر*

ABSTRACT

Allāh Almighty has concentrated most of the physical beauty of the human beings in the upper part of the human body, i.e., the face and what surrounds the face. Here is displayed the important features of human beauty. Hair on head adds beauty to a person's countenance. Especially, long, thick, silky & shiny hair is always preferred by females. But it required to be kept clean, tidy and properly combed.

Unfortunately, often, it seems that the women, who wear "Ḥijāb", do not bother to maintain their hair in a proper manner. Since, it is out of sight, so is out of mind, but, it does not mean that since if hair is not visible, they should neglect it. Sometimes, improper keeping of hair creates a lot of problems like lice, itching, dandruff, hair fall, etc. Therefore, cleanliness is the most important element for the health of hair and Islām also recommends the same.

Most of the time, people adopt different methods and products for hairstyling, such as branded shampoo, extensions, transplantation of hair, dyeing, trimming of hair, etc. But, people need to know the Islamic ruling of beatification, so that they may not indulge in something, which is not allowed in the Islamic law.

Therefore, the author of this paper, chose this topic to explore and hence, guide the people, especially, the women, the methods and types of products that are allowed for them to use and adopt, and the others ones that are forbidden or undesirable, according to Islamic law of beautification.

Keywords: *Hair, Hairstyling, Trimming, Cutting, Dyeing, Transplantation of Hair. Wig*

* اسسٹنٹ پروفیسر، بلوچستان یونیورسٹی آف انفارمیشن ٹیکنالوجی اینڈ مینجمنٹ سائنسز، کوئٹہ

فطرتاً مرد ہو یا عورت، سب کی خواہش ہوتی ہے کہ وہ حسین سے حسین تر نظر آئیں اس مقصد کے لئے بسا اوقات وہ ایسے طریقے بھی اختیار کرتے ہیں جو شرعاً ممنوع ہوتے ہیں۔ بال خوبصورتی میں کلیدی کردار ادا کرتے ہیں اسی لئے بناؤ سنگھار میں بالوں کو زیادہ اہمیت دی جاتی ہے ویسے بھی بال انسانی شخصیت اور حسن کا اہم ترین حصہ ہیں ایک محتاط اندازے کے مطابق مردوں کے مقابلے میں عورتوں کی زندگی کا دس فیصد وقت ان کے بالوں کی صفائی ستھرائی اور سنگھار میں صرف ہو جاتا ہے۔

بالوں کی اصل ہیئت واہمیت

بال بنیادی طور پر انسانی حسن کا اساسی حصہ ہیں جبکہ عورت کے حسن میں بالوں کا گھنا اور طویل ہونا اس کی اصل ہیئت اور خوبصورتی ہے۔ قبل از اسلام نیز ابتداء اسلام تا دور حاضر فیشن کے نظریات تبدیل ہوئے ہیں۔ گو کہ اب بالوں کا کٹوانا خوبصورتی اور سنگھار کا حصہ ہے لیکن اس کے باوجود لمبے بالوں کو تمام خواتین اب بھی پسند کرتی ہیں۔ شاید لاکھوں میں ایک آدھ عورت ہو جسے لمبے بال اچھے نہ لگتے ہوں لہذا عورتوں کے بالوں میں اصل یہی ہے کہ ان کو بڑھنے دیا جائے کاٹا نہ جائے۔

ائمہ کے فقہاء اس بات پر متفق ہیں کہ بلاضرورت عورت کے بال کٹوانا، کتروانا یا فیشن کے طور پر سامنے دائیں، بائیں یا پیچھے کی جانب سے کٹوانا، لٹکوانا یا اتنا چھوٹا کروانا، جس میں مردوں سے مشابہت ہوتی ہو اسے ناجائز نہیں قرار دیا ہے کیونکہ مردوں سے مشابہت کرنے پر حدیث شریف میں لعنت وارد ہوئی ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے۔

((لَعَنَ اللهُ الْمُتَشَبِهِينَ مِنَ الرِّجالِ بالنّسَاءِ، وَالْمُتشبِهاتِ مِن النّسَاءِ بالرّجَالْ))[1]

ترجمہ: رسول ﷺ نے مردوں کو عورتوں سے مشابہت اختیار کرنے اور عورتوں کو مردوں کی مشابہت اختیار کرنے پر اللہ کی لعنت ہے۔

بالوں کے احکامات کیا ہیں؟ اس مقالے میں ان تمام کا احاطہ تو ناممکن ہے مگر اہم مسائل پر گفتگو ذیل میں کی جاتی ہے۔

کنگھی اور برش کا استعمال

بال رکھنے والوں کے لئے سر میں کنگھی اور صفائی شرعاً ضروری ہے مگر اس کا مطلب ہر گز یہ نہیں کہ بس آدمی کا دن رات یہ مشغلہ بن جائے حتیٰ کہ آدمی اپنے بالوں کا ہی ہو کر رہ جائے۔ بال انسان کی زندگی

میں بہت اہمیت کے حامل ہیں اگر بالوں کی صفائی نہ رکھی جائے، ان میں کنگھی نہ کی جائے تو بہت سے مسائل لاحق ہو جاتے ہیں جن میں جوئیں پڑنا، خارش اور خشکی شامل ہیں۔

حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ :

((نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ρ عَنْ التَّرَجُّلِ إِلَّا غِبًّا))(2)

ترجمہ: رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لگاتار سر کو کنگھی کرنے سے منع فرمایا۔

لہذا ہر وقت کنگھی کی عادت نہیں بنانی چاہئے بلکہ وقفہ کے ساتھ کنگھی اور صفائی شرعاً ضروری ہے۔ اسی طرح برش اور کنگھی کا صاف رکھنا بھی نہایت ضروری ہے کیونکہ جو بال اپنی عمر پوری کر چکے ہیں ان کا سر میں لگا رہنا اچھا نہیں ہوتا کنگھا اور برش کرنے سے مردہ بوڑھے بال جو اپنی عمر پوری کر چکے ہوتے ہیں سر سے الگ ہو جاتے ہیں اور نئے بالوں کے نکلنے اور ان کے پرورش پانے کی فضاء تیار ہو جاتی ہے۔ مردہ بالوں کا سر میں رہنا زندہ بالوں کے حسن اور صحت پر بھی اثر انداز ہوتا ہے اس لئے روزانہ برش اور کنگھا کر لینا چاہیئے اس کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ سر میں خون کی گردش بحال رہتی ہے۔

کنگھی و برش کا استعمال اور سائنسی تحقیقات

محمد انور کنگھی اور برش کے استعمال کی سائنسی تحقیقات کے بارے میں کچھ یوں قمطراز ہیں کہ :

"عام طور پر نرم بالوں کا برش اچھا ہوتا ہے مگر سر کی خون بردار نالیوں میں تحریک پیدا کرنے کے لئے سخت بالوں کا برش بہتر خیال کیا جاتا ہے ایسے برش کو خوب دبا کر سر میں پھیرنا چاہئے اور برش کے سخت بالوں کو دھیرے دھیرے سر پر اس وقت تک مارنا چاہئے جب تک سر میں ہلکی سی جھنجھاہٹ پیدا نہ ہو جائے۔ اس کے بعد سر میں کنگھا کرنا چاہئے کنگھے کے دانت چوڑے ہونے چاہئیں جس کنگھے کے دندانے ٹوٹ جائیں اسے استعمال نہیں کرنا چاہئے۔ سر میں برش اور کنگھا کرنے سے بالوں کا جھڑنا بند ہو جاتا ہے کیونکہ سر میں دورانِ خون تیز ہو کر بالوں کو غذا خوب ملنے لگتی ہے اس کے علاوہ برش قدرتی تیل کو بالوں میں بانٹ کر ان کی چمک اور نرمی بڑھا دیتا ہے اسی کے ساتھ موسمی اور فضائی اثر سے بچا کر بالوں کو ٹوٹنے اور گرنے سے بچاتا ہے۔۔۔۔ بالوں کی صحت کے لئے کنگھی نہایت مفید شے ہے، بالوں میں سے گرد نکل جاتی ہے، میل دور ہو جاتا ہے، جلد صاف ہو جاتی ہے ہر روز نہایت باقاعدگی سے کنگھی کرنی چاہئے اس سے بالوں کی ڈرائی کلیننگ اور حیرت انگیز طریقے سے صفائی ہو جاتی ہے اور جلد میں خون کی گردش بڑھ جاتی ہے"(3)

سر پر جوڑا

بالوں کو جمع کر کے سر کے اوپر باندھنا ناجائز ہے، چاہے کسی رسی کے ذریعے انہیں باندھا جائے یا اس مقصد کے لئے جدید اشیاء کا سہارا لیا جائے کیونکہ اس سے سر پر اونٹ کے کوہان جیسی شکل نمودار ہو جاتی ہے۔ حدیث مبارکہ میں ایسے بال خاص طور پر بد قماش اور جہنمی عورتوں کی پہچان بتائے گئے ہیں۔ اس لئے ان کا اس طرح باندھنا ناجائز ہے، اگر اس طرح باندھیں گی تو حدیث کی وعید میں داخل ہو جائیں گی اور اس کے علاوہ نماز بھی مکروہ ہو گی۔ اس سلسلے میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

((نَهَى رَسُولُ اللهِ ρ عَنِ الزُّورِ))(4)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بالوں کو جوڑ کر جوڑا بنانے سے منع فرمایا ہے۔

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ "مرقاۃ المفاتیح" میں (رُءُوسُهُنَّ كَأَسْنِمَةِ الْبُخْتِ) کے تحت سر پر جوڑا بنانے کے بارے میں فرماتے ہیں:

" أي يعظمنها ويكبرنها بلف عصابة، ونحوها وقيل: يطمحن إلى الرجال لا يغضضن من أبصارهن ،ولا ينكسن رؤوسهن"(5)

ترجمہ: اور وہ عورتیں جو بالوں کو لپیٹ کر سر پر باندھ لیتی ہیں جس کی وجہ بال بہت معلوم ہوتے ہیں، اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ ایسی عورتیں (اس فیشن کے ذریعے) اجنبی مردوں کی جانب مائل ہوتی ہیں (اور نہیں اپنی جانب مائل کرتی ہیں) نہ تو وہ اپنی نظروں کو جھکا کر رکھتی ہیں اور نہ ہی سر کو ڈھانپتی ہیں۔

مفتی رشید احمد لکھتے ہیں:

"حالت میں نماز میں گدی پر جوڑا بنانا جائز بلکہ افضل ہے اس لئے کہ اس سے بالوں کے پردے میں سہولت ہوتی ہے"۔(6)

حاصل کلام یہ ہے کہ اس وعید میں وہ عورتیں داخل ہوں گی، جو بالوں کو لپیٹ کر سر پر باندھ لیتی ہیں جس کی وجہ سے بال گھنے معلوم ہوتے ہیں اور اس کا مقصد بھی اجنبیوں کو دکھانا ہو، باقی وہ خواتین جو گھروں میں کام کاج کے دوران بالوں کا جوڑا بنا لیتی ہیں یا گھر ہی میں اپنے بالوں کو کپڑے وغیرہ کے ذریعے باندھ لیتی ہیں، تو یہ خواتین اس وعید کا مصداق نہیں۔

کلپ، سلائی اور پراندہ کا استعمال

علامہ الشوکانی بیان کرتے ہیں:

"جائز بلا کراہت ہیں جبکہ اپنے گھروں میں اپنے محارم یا صرف عورتوں کے روبرو ہو ورنہ غیر محرم کے سامنے ظاہر کرنا قطعاً جائز نہیں، چھوٹی بچیاں جو کہ نابالغ ہوں وہ کسی بھی وقت لگا سکتی ہیں"۔(7)

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ پراندہ کے استعمال کے بارے میں لکھتے ہیں:

"فأما ربط خيوط الحرير الملونة ونحوها مما لايشبه الشعر فليس بمنهى عنه لأنه ليس بوصل ولاهو في معنى مقصود الوصل وانما هُوَ لِلتَّجَمُّلِ وَالتَّحْسِينِ"(8)

ترجمہ: پس رنگیلا بریشم کے دھاگے مربوط کرنا اور دیگر اسی طرح چیزیں جو بالوں کے ساتھ مشابہ نہ ہو، پس یہ ممنوع نہیں ہے کیونکہ یہ نہ وصل ہے اور نہ مقصود وصل کے معنی میں داخل ہے بلکہ یہ تو خوبصورتی اور حسن کے لئے ہیں۔

وگ لگانا

بعض خواتین اپنے بال لمبے گھنے دکھانے کیلئے دوسری عورت یا مرد کے بال اپنی چٹیا یا بالوں میں ملا لیتی ہیں۔ وگ کا معاملہ بھی بالکل اس جیسا ہے۔ یہاں بھی بالوں کو حقیقی بالوں سے ملایا جاتا ہے۔ واضح رہے کہ مسلمانوں کے ہاں وگ کے استعمال پر کوئی تاریخی شہادت دستیاب نہیں ہے اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ اسلام نے وگ پہننے کو ناپسندیدہ قرار دیا ہے جس کی تفصیل ذیل میں دی جاتی ہے۔

وگ کی شرعی حیثیت

فقہا کے نزدیک بالوں کے ساتھ انسانی بالوں کو ملا کر انہیں لمبا کرنا حرام ہے اس مفہوم کی متعدد احادیث صحیح مسلم اور دوسری کتب وحدیث میں موجود۔ وگ کی حرمت کا مسئلہ اتنا اہم ہے کہ امام بخاریؒ نے اپنی کتاب "صحیح بخاری" میں ایک مستقل عنوان" **الوصل فی الشعر**"(9)

ترجمہ: بالوں کے ساتھ دوسرے بالوں کو ملانا۔) کے نام سے تحریر کیا ہے۔

ڈاکٹر وھبۃ الزحیلی لکھتے ہیں:

"ووصل الشعر بشعر الآدمي حرام ...... سواء أكان شعر المرأة أم شعر غيرها، لما فيه من التزوير."(10)

ترجمہ: آدمی کے بالوں کے ساتھ انسانی بالوں کو ملانا حرام ہے چاہے وہ عورت کے بال ہوں یا اس کے علاوہ کسی اور کے کیونکہ اس میں تزویر ہے۔

وگ کے متعلق حضرت اسماء بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہا سے روایت مروی ہے آپ فرماتی ہیں۔

"لعن النبي ρ الواصلة والمستوصلة"(11)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بال جوڑنے اور جڑوانے والی پہ لعنت فرمائی ہے۔

اس سلسلے میں حمید بن عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کا بیان ہے۔

((أنه سمع معاوية بن أبي سفيان عام حج وهو على المنبر وهو يقول وتناول قصة من شعر كانت بيد حرسي أين علماؤكم ؟ سمعت رسول الله ρ ينهى عن مثل هذه ويقول (إنما هلكت بنو إسرائيل حين اتخذ هذه نساؤهم))(12)

ترجمہ: میں نے حضرت معاویہ بن ابو سفیانؓ کو حج کے سال (جس سال انہوں نے اپنے زمانہ خلافت میں حج کیا) منبر پر فرماتے ہوئے سنا انہوں نے بالوں کا گچھا جو ایک سپاہی کے ہاتھ میں تھا، لیتے ہوئے فرمایا تمہارے علماء کہاں ہیں؟ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایسا کرنے سے منع فرماتے ہوئے سنا۔ آپ نے فرمایا کہ بنی اسرائیل اسی لئے ہلاک ہوئے جب ان کی عورتوں نے ایسا کرنا شروع کر دیا۔

اگر کوئی عورت انسانی بال لے کر اپنے بالوں کے ساتھ ملا کر لمبا کرنے کی کوشش کرے، تو یہ حرام ہے، چاہے وہ اپنے بال ہی کیوں نہ ہوں۔ کیونکہ حدیث میں ایسی عورتوں پر جو بال جوڑنے والیں ہوں یا دوسری عورتوں یا مردوں سے بال جڑوانے والیں ہوں، دونوں پر لعنت آئی ہے۔

یہاں تک کہ اگر کسی کو یہ خیال ہو کہ بصورت مجبوری ایسا کرنا جائز ہوگا، تو اسے یہ حدیث مد نظر رکھنی چاہئے۔

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا اس سلسلے میں فرماتی ہیں۔

" سألت امرأة النبي ρ فقالت يا رسول الله إن ابنتي أصابتها الحصبة فامرق شعرها وإني زوجتها أفأصل فيه ؟ فقال لعن الله الواصلة والمستوصلة "(13)

ترجمہ: ایک خاتون حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا: میری ایک بیٹی کی شادی ہے اور اس کے سر کے بال خسرہ کی وجہ سے جھڑ گئے تھے کیا (آپ ﷺ اجازت دیتے ہیں کہ) میں اس کے بالوں کو گانٹھ کر لمبے بنادوں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے بال جوڑنے اور جڑوانے والی پر لعنت کی ہے۔

شرعی اعتبار سے وگ لگانے کے طریقے

بال بڑھانے کے لئے یا سر پر بال نہ ہونے کی صورت میں وگ کا استعمال آج کل رائج ہے اور بطور فیشن بھی اس کا استعمال ہوتا جارہا ہے جبکہ مسلمان ہونے کے ناطے وگ کے استعمال کے ساتھ یہ جاننا بھی انتہائی ضروری ہے کہ شرعی اعتبار سے وگ لگانے کے طریقے کیا ہیں؟ اس کی وضاحت مفتی احسان اللہ شائق اپنی کتاب "خواتین کے جدید مسائل" میں مفتی کمال الدین راشدی کا قول نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں" کہ موجودہ دور میں وگ یعنی بناوٹی بالوں کا استعمال بہت عام ہے اور جدید سائنس نے اس میں بھی کافی ترقی کی ہے اور نئے انداز سے بال لگوائے جانے کے طریقے ایجاد ہوگئے ہیں۔

۱) انسان اور خنزیر کے بالوں کی وگ۔

۲) جانور کے بالوں یا مصنوعی بالوں کی وگ۔"(14)

انسان اور خنزیر کے بالوں کی وگ کا استعمال

انسان اور خنزیر کے بالوں کی وگ کا استعمال بالکل جائز نہیں ہے بلکہ قرآن کی نص کے مطابق خنزیر نجس العین ہے اس لئے اس کی کوئی بھی چیز استعمال کرنا جائز نہیں بلکہ حرام ہے۔

احسان اللہ شائق مزید لکھتے ہیں:

"احادیث سے یہ بات بالکل واضح ہے کہ انسانی بالوں کی وگ لگوانا جائز نہیں بلکہ حرام ہے اسی طرح خنزیر کے بالوں کی وگ لگوانا بھی جائز نہیں۔ خواہ وگ کے بال مشین کے ذریعے اس طرح لگوائیں کہ وہ جسم کے ساتھ مستقل پیوست (فٹ) ہو جائیں اور وہ جسم سے الگ نہ ہو سکتے ہوں یا اس

طرح نہ لگوائیں بلکہ عارضی طور پر لگوائیں کہ جب چاہیں اسے پہن لیں اور جب چاہیں اسے اتار لیں، ان میں سے کسی صورت میں بھی انسانی بالوں کی وگ لگوانا جائز نہیں۔[15]

جانور کے بالوں یا مصنوعی بالوں کی وگ کا استعمال

نقلی بالوں کی وگ یا ایسے جانوروں کے بالوں کی وگ جو نجس العین نہیں جیسے حلال جانور یا درندے وغیرہ جن کا گوشت کھانا حلال نہیں تو ایسی وگ لگوانا شرعاً جائز ہے خواہ وہ عارضی طور پر لگائی جائے کہ جب چاہے لگالی اور جب چاہے اتار دی خواہ مستقل بنیادوں پر جسم میں پیوست کر دی جائے۔

اس بات کی تائید میں علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

"ولا يجوز الانتفاع به لحديث لعن الله الواصلة والمستوصلة وإنما يرخص فيما يتخذ من الوبر فيزيد في قرون النساء وذوائبهن هداية"[16]

ترجمہ: مصنوعی بال انسان کے ہوں تو ان سے فائدہ حاصل کرنا جائز نہیں ہے اور اگر انسان کے علاوہ جانور وغیرہ کے ہوں تو ایسے مصنوعی بالوں کا استعمال جائز ہے۔

امام ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ وگ کے استعمال کے بارے میں فرماتے ہیں۔

((وتفسير الواصِلةِ: التي تَصِلَ الشعَرَ بشعر النساء،... عن سعيدِ بن جُبير، قال لا بأس بالقرامِلِ، قال: أبو داود كأنَّه يذهب إلى أن المنهي عنه شعور النساء.))[17]

ترجمہ: واصلہ وہ ہے جو عورتوں کے بالوں میں بال ملادے...... سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ بالوں کو کسی چیز سے باندھنا منع نہیں ہے، امام ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ممانعت اس چیز کی ہے کہ عورت اپنے بالوں کے ساتھ کسی دوسری عورت کے بال ملالے۔

امام مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"يُكْرَهُ لِلْمَرْأَةِ أَنْ تَصِلَ شَعْرًا إِلَى شَعْرِهَا، أَوْ تَتَّخِذَ قُصَّةَ شَعْرٍ، وَلا بَأْسَ بِالْوَصْلِ فِي الرَّأْسِ إِذَا كَانَ صُوفًا، فَأَمَّا الشَّعْرُ مِنْ شُعُورِ النَّاسِ فَلا يَنْبَغِي، وَهُوَ قَوْلُ أَبِي حَنِيفَةَ، وَالْعَامَّةِ مِنْ فُقَهَائِنَا رَحِمَهُمُ اللَّهُ تَعَالَى"[18]

ترجمہ: عورت کیلئے مکروہ ہے کہ وہ اپنے بالوں کے ساتھ اور بال ملائے یا بالوں کا گچھا بنالے اگر وہ بال اون کے ہوں تو اس کے ملانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ جہاں تک انسانوں کے بالوں کا تعلق ہے اس کا ملانا جائز نہیں ہے اور یہی قول امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور عام فقہاء کا ہے۔

بالوں کی پیوند کاری

بالوں کی پیوند کاری میں بھی یہی اصول ہے کہ اگر انسانی بالوں سے پیوند کاری کی جائے تو جائز نہیں جبکہ انسانی بالوں کے علاوہ جانوروں کے بال یا مصنوعی بال ہوں تو جائز ہے۔ پیوند کاری کے بارے میں عرفجہ بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں:

((أُصِيبَ أَنْفِي يَوْمَ الكُلاَبِ فِي الجَاهِلِيَّةِ، فَاتَّخَذْتُ أَنْفًا مِنْ وَرِقٍ، فَأَنْتَنَ عَلَيَّ فَأَمَرَنِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ أَتَّخِذَ أَنْفًا مِنْ ذَهَبٍ))
(19)

ترجمہ: میری ناک کلاب کے دن ایام جاہلیت کی لڑائی میں کٹ گئی تو میں نے چاندی کی ایک ناک بنوائی وہ بدبودار ہو گئی تو پھر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے سونے کی ناک بنوانے کا حکم دیا کہ اس میں بدبو نہیں آتی۔

اس روایت میں بالوں کی پیوند کاری کا ذکر تو نہیں البتہ اس بات کا ثبوت ہے کہ کہ جسم میں اگر کوئی نقص آجائے جس کی وجہ سے بدن بھدا لگتا ہو تو مصنوعی طریقے سے اس کا ازالہ کیا جا سکتا ہے۔

گنجے پن کے خاتمے کیلئے بالوں کی سرجری

جدید سائنسی ترقی کے ذریعے گنجے سروں پر بال جدید طریقہ علاج سے لگا دیئے جاتے ہیں اور اس کی بڑی شہرت ہو رہی یہاں بھی وہی شرط ہے کہ وہ بال خنزیر اور کسی دوسرے انسان کے نہ ہوں، تو یہ سرجری جائز ہے۔ لیکن اس کے لئے شرط یہ ہے کہ انسان میں گنجے پن کی وجہ سے کھلا عیب ہو گیا ہو تو چھپانے کے لئے ایسا کرنا درست ہے۔ اس صورت میں بھی جس شخص کے سر پر بال لگائے جا رہے ہیں، اُسی شخص کے بال لئے جانے ضروری ہیں۔ اس عمل کی بنیادی شرط ضرورت ہے ضرورت نہ ہو تو جائز نہیں کیونکہ ہر قسم کے گنجے پن کو چھپانا ضرورت نہیں ہے۔

اس سلسلے میں محمد اعجاز مسلم اپنی کتاب "لباس اور زینت" میں لکھتے ہیں۔

"جدید سرجری والوں کا کہنا ہے کہ گنجے پن کے مریض کے اپنے ہی سر کے پچھلے حصے کے بالوں سے تراش کر انہیں متاثرہ حصہ کے مسام میں پیوست کیا جاتا ہے اور اس میں ہمیں گلو، کلپ یا جھلی کے استعمال کی ضرورت بھی نہیں پڑتی، اگر واقعی جدید طریقہ علاج میں گلو، جھلی وغیرہ نہ لگائی جاتی ہو اور دوسرے انسان کے بال بھی استعمال نہ کئے جاتے ہوں تو اس طریقہ علاج کو اختیار کرنے میں گنجائش ہے"۔[20]

سفید بالوں کو رنگنا

بالوں کو رنگنا خضاب کہلاتا ہے اور اس کی درج ذیل صورتیں اور قسمیں ہیں :

رسول اللہ نے سفید بالوں کو رنگنے کا حکم دیا ہے۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

بڑھاپے (بالوں کی سفیدی) کو (خضاب کے ذریعے) بدل ڈالو اور (خضاب نہ لگانے میں) یہودیوں کی مشابہت نہ کرو۔[21]

ایک دوسری روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یہودی اور نصرانی (عیسائی) خضاب نہیں لگاتے لہٰذا تم ان کے خلاف کرو (تم خضاب لگاؤ)۔[22]

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فتح مکہ کے روز حضرت ابو قحافہ رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں لائے گئے، ان کے سر اور داڑھی کے بال ثغامہ (سفید پھلوں اور پھولوں والا درخت) کی طرح سفید تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((غَيِّرُوا هَذَا بِشَيْءٍ وَاجْتَنِبُوا السَّوَادَ))[23]

ترجمہ: ان کی سفیدی کسی چیز سے تبدیل کردو، لیکن سیاہ رنگ سے اجتناب کرو۔

بعض فقہاء سیاہ خضاب کی حرمت کی علت دھوکہ دہی بتلاتے ہیں ان کے نزدیک کسی عورت یا مرد کے لئے جائز نہیں کہ وہ سیاہ خضاب کے ذریعے کسی کو کم عمری کا دھوکہ دیں البتہ میاں بیوی ایک دوسرے سے اپنا تعلق مضبوط کرنے کی خاطر ایسا کر سکتے ہیں۔

امام ابو یوسف فرماتے ہیں:

"كما يعجبني أن تتزين لي يعجبها أن أتزين لها"[24]

ترجمہ: جیسے میری خواہش ہے کہ میری بیوی میرے لئے بناؤ سنگھار کرے تو اس کی خواہش یہ ہو گی کہ میں اس کے لئے بناؤ سنگھار کروں۔

بالوں کو بلیچ اور مختلف رنگوں سے رنگنا

بیوٹی پارلرز میں خواتین کے بالوں کو بلیچ (Bleach) کیا جاتا ہے اور پھر دوسرے رنگ سے رنگا جاتا ہے تو یہ کام اگر شرعی حدود میں رہتے ہوئے کیا جائے تو شرعاً اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

عنبسہ بن سعید فرماتے ہیں:

"إنما شعرك بمنزلة ثوبك فاصبغه بأي لون شئت"[25]

ترجمہ: بال کپڑوں کی طرح ہیں جس رنگ سے رنگنا چاہو رنگو۔

مہندی کا خضاب (رنگ) لگانا یا مہندی میں کوئی چیز ملا کر سفید بالوں کو رنگین کرنا بھی جائز ہے۔ زرد خضاب لگانا بھی ٹھیک ہے۔ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دباغت دیئے ہوئے اور بغیر بال کے چمڑے کا جوتا پہنتے تھے اور اپنی ریش (داڑھی) مبارک پر آپ ورس (ایک گھاس جو یمن کے علاقے میں ہوتی تھی) اور زعفران کے ذریعے زرد رنگ لگاتے تھے۔[26]

احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے بعض دفعہ سرخ اور زرد خضاب لگایا ہے اور بعض دفعہ نہیں بھی لگایا۔ شیخ نور پوری حفظہ اللہ لکھتے ہیں:

"احادیث میں رسول اللہ کے بالوں کو رنگنے کا بھی ذکر ہے اور نہ رنگنے کا بھی جس سے پتہ چلتا ہے کہ آپ کا رنگنے سے تعلق امر ندب پر محمول ہے البتہ کل کے کل بال سفید ہو جائیں کوئی ایک بال بھی سیاہ نہ رہے تو پھر رنگنے کی مزید تاکید ہے۔[27]

گویا خضاب یا دیگر اشیاء جن سے بالوں کو کلر کیا جاتا ہے شرعاً استعمال کر سکتے ہیں اگر طبّی طور پر ان کا کوئی برا اثر نہ پڑے۔ خواہ عام دن ہوں یا شادی کے مخصوص دن کوئی پابندی نہیں ہے۔ البتہ سیاہ خضاب کا استعمال کرنا حرام ہے۔ بالوں کو کالا کرنے یا بالوں کو خوبصورت بنانے کی غرض سے خضاب یا دیگر کیمیاوی مرکبات مثلاً کالا کولا، کالی مہندی یا دیگر ہیئر کلرز لگانے کے بارے میں شرعی احکامات کی تفصیل درج ذیل ہے۔ سیاہ خضاب کا استعمال حرام ہے اور خالص سیاہ رنگ استعمال کرنے پر بہت سخت وعیدیں آئی ہیں۔

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ قمطراز ہیں:

"الخضاب بالسواد خضاب الكفار ويقال أول من خضب بالسواد فرعون لعنه الله." (28)

ترجمہ: سیاہ خضاب کفار کا خضاب ہے اور سب سے پہلے سیاہ خضاب فرعون لعنہ اللہ نے استعمال کیا۔

سیاہ خضاب لگانا جائز نہیں اس سلسلے میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

((يَكُونُ قَوْمٌ يَخْضِبُونَ فِي آخِرِ الزَّمَانِ بِالسَّوَادِ كَحَوَاصِلِ الْحَمَامِ لاَ يَرِيحُونَ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ)) (29)

ترجمہ: آخری زمانے میں ایسی قومیں آئیں گی جو کبوتر کے پپوٹوں کی طرح کالے رنگ کا خضاب کریں گی وہ جنت کی خوشبو تک نہ پائیں گی۔

سیاہ خضاب کے استعمال سے جنت کی خوشبو تک نصیب نہیں ہو گی، تو کیا ضرورت ہے کہ بحیثیت مسلمان ہم ایسا کریں؟ جو اللہ عزوجل اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ناپسند ہو۔ سیاہ خضاب کے استعمال کے بارے میں وعید ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ((مَنْ خَضَّبَ بِالسَّوَادِ ، سَوَّدَ اللهُ وَجْهَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)) (30)

ترجمہ: جو سیاہ خضاب لگائے گا، اللہ بروز قیامت اس کے چہرے کو سیاہ کر دے گا۔

جہاں بالوں کو سیاہ خضاب سے رنگنے کے بارے میں قرآن و حدیث میں وعیدیں ہیں، وہیں سیاہ خضاب کی بجائے کسی دوسری چیز سے (سفید) بالوں کے رنگ کو تبدیل کرنے کی اجازت بھی دی گئی ہے۔

بالوں کو رنگنے سے متعلق جدید سائنسی تحقیق

دین اسلام نے جہاں کسی چیز کے استعمال کو منع فرمایا، وہیں جب سائنس نے اس پر ریسرچ کی تو سائنسی حوالے سے بھی اس کو منع کیا گیا۔ بالوں کا معاملہ بھی کچھ ایسا ہی ہے۔

حکیم طارق چغتائی اپنی کتاب "اسلام صحت اور جدید سائنسی تحقیقات" میں رقمطراز ہیں:

"اکثر نوجوانوں کو یہ شوق ہوتا ہے کہ ان کے بال بھورے یا سنہری ہو جائیں اس سلسلے میں وہ مختلف ٹیوبیں استعمال کرتے ہیں۔ خضاب، وسمہ، مہندی بھی بعض لوگ استعمال کرتے ہیں، اس سلسلے میں ہائیڈروجن بھی لگائی جاتی ہے جس سے بال وقتی طور پر سنہری اور خوبصورت ہو جاتے ہیں لیکن ان سب رنگوں کا بالآخر نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ بال گرنے شروع ہو جاتے ہیں...... خضاب میں شامل مرکبات کھوپڑی کی جلد میں پائے جانے والے مفید اور کارآمد جرثوموں کو ہلاک کر ڈالتے ہیں اس طرح وہ لوگ جو خضاب لگانے

کی عادت بد میں مبتلا ہیں (یعنی ادھیڑ عمری یا بڑھاپے میں جوان نظر آنے کے خواہشمند ہوں) انہیں خشکی اور کھوپڑی کی کھال میں مختلف امراض کی شکایت بھی ہو سکتی ہے اس لئے لوپیز نے خضاب میں شامل دو طرح کے مرکبات کا تفصیلی مطالعہ کیا۔ ان میں سے ایک پی فینا ئلین ڈائی امائن ہے جو بھورے رنگ کے خضاب کا اہم جزو ہوتا ہے جب بالوں میں پائے جانے والے مختلف جرثوموں کو اس مرکب کی اتنی مقدار میں رکھا گیا جس کی سفارش بال رنگنے کے لئے تھی تو سر کی جلد اور بالوں کو فائدہ پہنچانے والے دو خاص جرثوموں اسٹیفا ئلو کوکس، اپی ڈرمس اور مائیکر وکوکس لیو میٹس کی نشوونما سست رفتار ہو گئی یہی جرثومے سر کی جلد کو فنگس (پھپھوند) اور خشکی پیدا کرنے والے مضر جراثیم سے بچائے رکھتے ہیں"۔ (31)

حکیم طارق محمود چغتائی بالوں کو رنگنے سے متعلق رقمطراز ہیں۔

"ایک اور جائزے کے مطابق بال اور سنوارنے کا کام کرنے والوں میں سے ایک تہائی ایسے لوگ ہوتے ہیں جنہیں اس کام میں استعمال ہونے والے جدید رنگوں اور کیمیائی مربات سے الرجی ہوتی ہے اور ہر سال اس پیشے سے تعلق رکھنے والے ایک ہزار لوگوں میں سے تقریباً ڈیڑھ سو ورم جلد میں مبتلا ہو جاتے ہیں البتہ جن لوگوں پر یہ کیمیکل استعمال کئے جاتے ہیں ان پر شاذ و نادر ہی ان کا اثر ہوتا ہے وجہ یہ ہے کہ انہیں لگانے سے پہلے اتنا ہلکا اور پتلا کر لیا جاتا ہے کہ ان کی شدت بہت کم ہو جاتی ہے دوسری بات یہ ہے کہ انہیں لگانے کے بعد جلد ہی دھو دیا جاتا ہے"۔ (32)

مہندی کا نام سنتے ہی ہمارے ذہن میں شادی بیاہ یا پھر عید کا خیال آتا ہے، مہندی ایک عام ملنے والی چیز ہے لوگ اس کے پودے شوقیہ گھروں میں لگاتے ہیں اس پودے پر سال میں دو بار پھول آتے ہیں اور اس کے پتے سال بھر رہتے ہیں اور ان میں کبھی خزاں نہیں آتی۔ یونان کے حکیم بقراط اور جالینوس نے مہندی کا ذکر کیا ہے اور اس کے بے شمار فوائد گنوائے ہیں۔ مہندی پیغمبر رسول اللہ ﷺ کی سنت ہے اور حضور اکرم ﷺ نے مہندی کے استعمال کی ہدایت فرمائی ہے۔ یہاں تک کہ مہندی کا استعمال عورتوں کے لئے نہ صرف یہ کہ جائز ہے، بلکہ بہتر اور پسندیدہ ہے۔ سر میں سرخ مہندی لگانا مرد و عورت دونوں کے لئے مشروع ہے۔ حضرت ابوذر غفاری سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّ أَحْسَنَ مَا غُيِّرَ بِهِ هَذَا الشَّيْبُ الْحِنَّاءُ وَالْكَتَمُ)) (33)

ترجمہ: سب سے عمدہ چیز جو بالوں کی سفیدی کو بدل دے، وہ مہندی اور کتم ہے۔

مہندی اور میڈیکل سائنس

مہندی کا استعمال مروجہ خضاب سے کئی درجے بہتر ہے اس کی وضاحت محمد انور بن اختر رقمطراز ہیں:

"مہندی میں رنگ کی موجودگی سے لوگوں نے خضاب کا کام لینے کی کوشش اس لئے بھی زیادہ کی ہے کہ دور حاضر میں ملنے والے خضابوں میں پایا جانے والا رنگ کثرت استعمال سے جلد کا سرطان پیدا کرنے کی اہلیت رکھتا ہے"۔[34]

حاصل کلام یہ ہے کہ کوئی بھی ایسا پہلو جو شرعاً ممنوع نہ ہو اختیار کرنا جائز ہے اور بالوں کو مختلف رنگوں سے رنگنا شرعاً ممنوع نہیں لہذا اس کی اجازت ہے بشرطیکہ یہ فعل تشبہ بالکافرات والفاسقات سے خالی ہو اگر ان کی مشابہت اور نقل کی غرض سے کیا تو ناجائز قرار پائے گا۔

بالوں کو کٹوانا

خواتین کا اپنے سر کے بالوں کو کٹوانا، کتروانا فیشن کے طور پر چھوٹے کروانا خواہ سامنے کی جانب سے ہو دائیں بائیں کی جانب سے ہو یا پیچھے کی جانب ہو یعنی کسی بھی جانب سے ہو مردوں کے ساتھ مشابہت کی وجہ سے ناجائز اور گناہ ہے۔ حدیث شریف میں اس کی سخت ممانعت آئی ہے۔ اس سلسلے میں میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

((نَهَى رَسُولُ اللهِ ρ أَنْ تَحْلِقَ الْمَرْأَةُ رَأْسَهَا))[35]

ترجمہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عورتوں کو سر منڈانے سے منع فرمایا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

((لَعَنَ اللّٰهُ الْمُتَشَبِّهِينَ مِنَ الرِّجالِ بالنِّسَاءِ، وَالْمُتَشَبِّهاتِ مِن النِّسَاءِ بالرِّجَالْ))[36]

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کی طرف سے لعنت ہے ان مردوں پر جو عورتوں کی مشابہت اختیار کرتے ہیں اور ان عورتوں پر جو مردوں کی مشابہت اختیار کرتی ہیں۔

ابتدائے اسلام سے لیکر اب تک امت کا تعامل بال نہ کٹوانے کا ہے، جبکہ حج و عمرے کے موقع پر عورتوں کا قصر بقدر انملتہ (انگلیوں کے پوروں کے بقدر) نہ صرف یہ کہ جائز ہے، بلکہ احرام سے تحلل کے لئے ضروری ہے۔ علامہ کاسانی رحمۃ اللہ علیہ اس کے ثبوت میں ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے بارے میں ذکر کرتے ہیں کہ ان کے بال بال عمرہ کرنے کی کثرت سے کٹوا کٹوا کر چھوٹے ہو گئے تھے۔ (37)

افزائش و بیماری کی وجہ سے بال کٹوانا

بال جہاں عورت کی زینت میں اضافے کا سبب بنتے ہیں اور وہیں اگر انہیں میلا کچیلا رکھیں اور درست طریقے سے سنوارا نہ جائے، تو وہ بدنما شخصیت کا موجب بنتے ہیں۔ بعض اوقات بالوں کو بڑھانے کے شوق میں بالوں کے سروں کو کاٹا بھی جاتا ہے لیکن کیا اس طرح بالوں کو کاٹنا شرعاً جائز ہے؟ اس کے بارے میں مفتی عبدالرحیم لکھتے ہیں۔

> "بعض خواتین کے بالوں کی چوٹیوں کے اختتام پر بال دو اور تین حصوں میں سروں کی نوکوں سے منقسم ہو جاتے ہیں پھر بالوں کی افزائش بند ہو جاتی ہے اگر ان بالوں کے سروں کو کاٹ دیا جائے تو پھر بال بڑھنے شروع ہو جاتے ہیں تو ایسی صورت میں بالوں کی افزائش کے لئے بالوں کے سرے معمولی طور پر کاٹنا بلاشبہ جائز ہے اگر معتد بہ مقدار تک بال بڑھ چکے ہیں تو مزید بڑھانے کے لئے بال کاٹنے کی اجازت نہ ہو گی"۔ (38)

کبھی کبھار عورتوں کے بالوں میں بیماری کی وجہ سے بال بالکل خشک اور خراب ہو جاتے ہیں یا بالوں کے سروں میں نوکیں نکل آتی ہیں ایک بال میں دو تین شاخیں ہو جاتی ہیں۔ ان بالوں کو علاج کی غرض سے کاٹنے کی بہر صورت گنجائش ہے اسی طرح بال ٹوٹ کر گرنے کی وجہ سے چھوٹے بڑے ہو جاتے ہیں ان کی نوکیں برابر کرنے کے لئے معمولی سی تراش لیا جائے تو وہ بھی درست اور قابل گنجائش ہے اس ضمن میں مفتی احسان اللہ شائق لکھتے ہیں:

> "اگر کسی عورت کے سر میں کوئی بیماری یا درد وغیرہ ہو اور اس کے سبب بالوں کا کاٹنا ناگزیر ہو جائے تو پھر ایسی حالت میں بوجہ مجبوری یعنی شرعی عذر کی بناء پر بالوں کا کاٹنا جائز ہو گا۔ (39)

اسی طرح اگر کسی بیماری کی وجہ سے سر منڈوانا ضروری ہو تو وہ بھی شرعاً جائز ہے۔

"ولو حلقت المراة راسها فان فعلت لو جع اصابها لا بأس به وان فعلت تشبها بالرجل فهو مكروه"(40)

ترجمہ: اگر کسی درد اور بیماری کی وجہ سے کوئی عورت اپنا سر منڈوائے کوئی حرج نہیں لیکن اگر تشبہ بالرجال مقصود ہو تو مکروہ ہے۔

پیدائشی بال چھوڑنے کا حکم

بعض علاقوں میں یہ دستور ہے کہ بچیوں کے سروں پر پیدائشی بال چھوڑ دیتے ہیں جو شرعاً درست نہیں۔ حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

((الغُلَامُ مُرْتَهَنٌ بِعَقِيقَتِهِ يُذْبَحُ عَنْهُ يَوْمَ السَّابِعِ، وَيُسَمَّى، وَيُحْلَقُ رَأْسُهُ))[41]

ترجمہ: لڑکا اپنے عقیقہ کے ساتھ رہن ہے۔اس کی جانب سے ساتویں دن عقیقہ کا جانور ذبح کیا جائے،اس کے نام کا تعین کر لیا جائے، نیز اس کا سر منڈا دیا جائے۔

چھوٹی بچیوں کے بال کاٹنا

جو لڑکیاں قریب البلوغ ہوں ان کا حکم بالغہ عورتوں والا ہے،ان کے علاوہ چھوٹی بچیاں جو قریب البلوغ نہ ہوں، یعنی جن کی عمر نو سال سے کم ہو، تو خوبصورتی یا کسی اور جائز مقصد کے لئے ان کے بال کٹوانا جائز ہے تاہم کافروں اور فاسقوں کے ساتھ ارادی طور پر مشابہت اختیار کرنے سے بچنا چاہئے۔اس کی وجہ یہ ہے کہ احکامات شرعیہ کے مکلف بالغ افراد ہوتے ہیں نہ کہ کم سن بچے اور بچیاں نیز یہ کہ ناسمجھی کی اس عمر میں بڑے اور لمبے بالوں کا بنانا، سنوارنا، تزئین و آرائش بھی مشکل امر ہے۔

بال کٹوانے کے سائنسی نقصانات

بال بنانے کے مختلف طریقوں میں شرعی احکامات کو پیش نظر رکھا جائے، تو بناوٹی حسن کی چنداں ضرورت نہیں رہتی ویسے تو شریعت نے عورتوں کی خواہش کا احترام کرتے ہوئے حسن و جمال کے لیے جن سہولیات سے مستفید ہونے کا حکم دیا ہے اگر ان سے شریعت کے حدود میں رہتے ہوئے فائدہ حاصل کریں تو نہ صرف جائز بلکہ ایک پسندیدہ عمل ہے۔

حکیم طارق محمود چغتائی بال کاٹنے کے سائنسی نقصانات کے بارے میں رقمطراز ہیں:

"بالوں کا بڑھنا خواتین کی صحت و تندوستی کے لئے ضروری ہے کیونکہ جتنے بال بڑھتے جائیں گے اتنی ہی زیادہ یاداشت ، قوت برداشت ، سلیقہ اور بے شمار بیماریوں سے بچاؤ ہوتا جائے گا .اس لئے کہ عورتوں اور مردوں کے جینز اور ہار مونز میں زمین اور آسمان کا فرق ہے اس لیے مرد اگر سر کے بالوں کو ترشوائیں یا کٹوائیں گے تو یہ عمل ان کے لئے بہت ہی زیادہ مفید اور موثر ہے لیکن اس کے برعکس وہ

خواتین جن کے بال قدرتی طور پر لمبے، گھنے اور دراز ہیں وہ اگر بالوں کو کاٹیں یا مونڈیں گی تو ان میں بے شمار بیماریاں پیدا ہوتی ہیں ایسی عورتیں نفسیاتی بیماریاں مثلاً ڈپریشن، اضطراب و بے چینی، خودکشی کا شکار ہوتی ہیں"۔ (42)

درج بالا بحث کی روشنی میں چند تجاویز پیش خدمت ہیں۔

۱۔ بال اگر شرعی حدود میں رہتے ہوئے رنگے جائیں، تو کوئی مضائقہ نہیں۔

۲۔ پیوندکاری کے لئے جانوروں کے یا مصنوعی بال ہوں، تو جائز ہے جبکہ کسی دوسرے انسان یا خنزیر کے بالوں سے جائز نہیں۔

۳۔ شرعی اعتبار سے وگ کے استعمال کی کوئی تاریخی شہادت دستیاب نہیں، اس لیے وگ کا استعمال ناپسندیدہ ہے۔

۴۔ بالوں کا سنوارنا صرف ڈیزائن بنانا ہو، اس میں بال کاٹے نہ جائیں۔

۵۔ کسی خاص اداکار، کافرہ یا فاسقہ عورت یا اللہ تعالیٰ کی نافرمان کسی عورت سے مشابہت یا اس کی نقالی نیت نہ ہو۔

۶۔ صرف اپنا یا شوہر کا دل خوش کرنے کے لئے اس طرح سنوارا جائے کہ مقصود غیر محرم لوگوں کے سامنے آنا نہ ہو۔

حواشی وحوالہ جات

1) صحیح بخاری، ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل، صحیح بخاری، باب وصل الشعر، کتاب اللباس ،باب المتشبھون بالنساء والمتشبھات بالرجال، دارالسلام، ریاض، ۱۹۹۹ء حدیث نمبر ۵۵۴۶، ص: ۱۵۹/۴

2) ملا علی قاری المھاجر المکی، مرقاۃ المفاتیح، کتاب اللباس، مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ، ۱۹۷۷ء ص: ۹۲۲/۸

3) محمد انور بن اختر، عورت کی اسلامی زندگی اور جدید تحقیقات، ادارہ اشاعت اسلام، کراچی ۲۰۰۳ء، ص: ۲۴۵/۱

4) نسائی، امام ابو عبدالرحمٰن، سنن، باب وصل الشعر بالخرق، دارالاشاعت، کراچی، حدیث نمبر: ۵۰۹۸ ص: ۳۷۸/۵

5) مرقاۃ المفاتیح، کتاب الدیات، باب ما یضمن من الجنایات، ،حدیث نمبر، ۳۸۷، ص: ۸۴/۳

6) لدھیانوی، مفتی رشید احمد، احسن الفتاویٰ، کتاب الحظر والاباحتہ، ایچ ایم سعید، ۱۴۱۸ھ، ص: ۷۵۴/۸

7) الشوکانی، علامہ محمد بن علی، تفسیر فتح القدیر، دارالفکر بیروت، ۱۴۰۷ھ، ۲۰۰/۲

8) یحییٰ بن شرف النووی، شرح النووی علی صحیح مسلم، کتاب اللباس، باب تحریم فعل الواصلۃ، ص: ۲۰۴/۲

9) صحیح بخاری، باب وصل الشعر ، کتاب اللباس، دارالسلام، ریاض، ۱۹۹۹ء، حدیث نمبر، ۵۰۳، ص: ۶۵/۴

10) ڈاکٹر وھبتہ الزحیلی، الفقہ الاسلامی وادلتہ، کتاب الحضر والاباحتہ، مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ، ۱۹۹۸ء، ۶ ص: ۳۷۳

11) صحیح بخاری، کتاب اللباس، باب وصل الشعر، حدیث نمبر، ص: ۵۳۶/۴

12) صحیح بخاری، کتاب اللباس، باب وصل الشعر حدیث نمبر، ۵۹۳۲، ص: ۵۰۳/۴

13) صحیح بخاری، کتاب اللباس، باب الموصولۃ، حدیث نمبر ۵۹۴۱ ص: ۵۰۴/۴

14) مفتی احسان اللہ شائق، خواتین کے جدید مسائل، ص: ۹۴، ۹۵

15) ایضاً، ۹۵

16) الشامی، محمد امین بن عابدین، ردالمختار، کتاب البیوع، باب بیع الفاسد، ایچ ایم سعید، کراچی ۱۹۹۸ء، ص: ۵۸۵/۱

17) ابوداؤد، سلیمان ابن اشعث، السنن، کتاب الترجل، باب فی وصلۃ الشعر، دارالسلام، ریاض، ۱۹۹۹ء حدیث نمبر ۳۱۸، ص: ۷۸/۸

18) مالک بن انس، المؤطا، کتاب الرجل، باب المرأۃ تصل شعرھا بشعر غیرھا، میر محمد کتب خانہ، ۱۹۷۸ء حدیث نمبر، ۳۸۱

19) الترمذی، ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ، سنن، کتاب اللباس، باب ماجاء فی شد الأسنان بالذھب ، دارالسلام، ریاض، ۱۹۹۹ء، حدیث نمبر ۱۷۷۰، ص: ۱۸۳/۲

20) محمد اعجاز مسلم، لباس اور زینت، مکتبہ عثمانیہ، راولپنڈی، ۲۰۰۷، ص: ۲۵۹

21) الترمذی: حدیث نمبر: ص: / وقال: ''حسن صحیح'' اور ابن قطان فاسیؒ نے جید کہا

22) صحیح بخاری، حدیث نمبر: ، صحیح مسلم حدیث نمبر:

23) صحیح مسلم، دارالجیل، بیروت، باب فی صبغ الشعر، حدیث نمبر: ۱۳۱ ص: ۱۶۶۳/۵

24) ابن عابدین، محمد امین بن عمر، حاشیہ ابن عابدین، دارالفکر، بیروت، ص: ۴۲۲/۶، ۴۴/۴

25) العینی، بدرالدین ابو محمد محمود بن احمد، عمدۃ القاری، کتاب اللباس، باب الخضاب، دارالکتب العلمیہ، بیروت، ۱۳۰۴ حدیث نمبر: ۲۲، ص: ۷۹/۲

26) سنن ابوداود، حدیث نمبر : ، وسندہ حسن، سنن النسائی حدیث نمبر :

27) شیخ نورپوری احکام و مسائل، ص: /

28) مرقاۃ المفاتیح، کتاب اللباس، باب الترجل، حدیث نمبر، ۲۳۵ ص: ۹۲۳

29) ابوداؤد، سلیمان بن اشعث، السنن، کتاب الترجل، باب ماجاء فی خضاب السواد، دارالسلام، ریاض، حدیث نمبر، ۴۲۱۲ ص: ۱۵۲۹/۲

30) الھندی، کنزالعمال فی سنن الأقوال والافعال، مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت، ص: ۶۷۱/۶

31) حکیم طارق محمود چغتائی، اسلام صحت اور جدید سائنسی تحقیقات، ادارہ اشاعت اسلام، ۲۰۰۲، ص: ۷/۱

32) حکیم طارق محمود چغتائی، عورت کی اسلامی زندگی اور جدید سائنسی تحقیقات، ادارہ اشاعت اسلام، ص: ۲۵۷/۱

33) السجستانی، سنن ابوداؤد، باب فی الخضاب، المکتبۃ العصریہ، بیروت، حدیث: ۲۰۵، ص: ۸۵/۴

34) عورت کی اسلامی زندگی اور جدید سائنسی تحقیقات، ص: ۳۲۸/۱

35) النسائی، ابوعبدالرحمٰن احمد ابن شعیب، السنن، کتاب الزینتہ من السنن، باب النھی عن حلق المرأۃ رأسھا، دارالسلام، ریاض، ۱۹۹۹ء، حدیث نمبر ۵۰۵۲ ص: ۲۴۱۳/۵

36) الخطیب، محمد بن عبداللہ، مشکوٰۃ المصابیح، کتاب اللباس، باب الترجل، ، رقم الحدیث ۴۲۳۰، ص: ۴۰۱/۲

37) الکاسانی، امام علاؤالدین ابی بکر بن مسعود، بدائع الصنائع، دارالکتب العلمیہ، بیروت، ۱۳۰۴ھ، ص: ۱۴۱/۲

38) مفتی عبدالرحیم، فتاویٰ رحیمیہ، کتاب الترجل، دارالاشاعت، کراچی، ۱۹۹۲، ص: ۱۲۰/۱

39) مفتی احسان شائق، خواتین کے جدید مسائل، ص: ۸۵/۱

40) الفتاویٰ العالمگیریہ، (المعرف بالفتاویٰ الہندیہ)، کتاب الخطر والاباحتہ، ص: ۴۳۸/۵

41) جامع الترمذی، ابواب الاضاحی، باب من العقیقہ، نعمانی کتب خانہ، ۱۹۸۸ء، ص: ۵۵۳/۱

42) حکیم طارق محمود چغتائی، سنت نبوی اور جدید سائنس، دارالکتاب، لاہور، ۲۰۰۱ء، ص: ۸۲/۱

****